36

ہماری جماعت دنیا میں ایک عظیم الشان روحانی تغیر پیدا کرنے کے لئے قائم ہوئی ہے

اپنے اندر ایک روحانی تبدیلی پیدا کرو کہ اس کے بغیر تم دوسروں کے قلوب کی اصلاح نہیں کر سکتے

(فرمودہ 31؍اکتوبر 1952ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''دنیا میں تغیر پیدا کرنے کے دو ہی ذرائع ہوتے ہیں۔ ایک اندرونی اور ایک بیرونی۔ بعض علوم اور بعض تغیرات باہر سے اندر کی طرف جاتے ہیں اور بعض علوم اور بعض تغیرات اندر سے باہر کی طرف جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ ہم نے تیرے دل پر کلام نازل کیا[1]۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی پہلے دل پر نازل ہوئی اور اس کے بعد اس نے افکار، آنکھوں اور کانوں پر اثر کیا۔ پس بعض علوم باہر سے اندر کی طرف آتے ہیں۔ پہلے وہ کانوں اور آنکھوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ پھر احساسات اور جذبات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ پھر دماغ پر اثر کرتے ہیں اور اس کے بعد دل پر اثر کرتے ہیں۔ لیکن بعض علوم پہلے دل پر نازل ہوتے ہیں۔ پھر افکار یعنی دماغ پر ان کا اثر

ہوتا ہے۔ پھر ان کا اثر کانوں اور آنکھوں پر ہوگا۔ قرآنی علم کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ باہر سے اندر آنے والا علم نہیں بلکہ وہ اُن علوم میں سے ہے جو اندر سے باہر کی طرف آتے ہیں۔ پہلے وہ دلوں پر نازل ہوتے ہیں، اس کے بعد وہ افکار اور کانوں اور آنکھوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان کا چشمہ غیب سے پھوٹتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں۔ پہلے وہ دل کی صفائی کرتے ہیں۔ پھر دماغ کی صفائی کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ کانوں اور آنکھوں کی صفائی کرتے ہیں۔

پس دنیا میں اصلاحات اور تغیرات کے دو ہی طریق ہیں۔ اندرونی اور بیرونی۔ اندرونی تغیرات وہ ہوتے ہیں جو پہلے دل پر اثر انداز ہوں اور پھر باہر کی طرف آئیں۔ اور بیرونی تغیرات وہ ہوتے ہیں جو پہلے کانوں اور آنکھوں پر اثر انداز ہوں پھر اندر کی طرف جائیں۔ اور روحانی طریق وہی ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کلام نازل ہوا وہ پہلے دل پر نازل ہوا۔ پھر وہ دماغ کی طرف آیا اور دماغ کے بعد وہ کانوں اور آنکھوں کی طرف آیا۔ پس اعلیٰ طریق یہی ہے کہ تغیر اندر سے باہر کی طرف آئے۔ کیونکہ یہی طریق خدا تعالیٰ نے اختیار کیا ہے۔

ہماری جماعت کو بھی جبکہ وہ اصلاحات کے ایک عام دَور میں سے گزر رہی ہے اپنے اندر اس قسم کا تغیر پیدا کرنا چاہیے۔ دنیا میں شاید کبھی اتنی اصلاحی تحریکیں جاری نہیں ہوئیں جتنی اِس زمانہ میں جاری ہوئی ہیں۔ اِس زمانہ میں متعدد تحریکیں مختلف ناموں پر جاری ہوئی ہیں۔ کوئی بولشوازم کے نام پر ہے۔ کوئی سوشلزم کے نام پر ہے۔ کوئی ناٹسزم کے نام پر ہے۔ کوئی ڈیموکریٹک انسٹی ٹیوشن کے نام پر ہے۔ کوئی جمہوریت کے نام پر ہے۔ کوئی استقلال کے نام پر ہے اور کوئی حریّت کے نام پر ہے۔ غرض اِس زمانہ میں اتنی سیاسی، تمدنی اور مذہبی تحریکیں جاری ہیں کہ اِس سے قبل شاید بلکہ یقیناً دنیا میں اِتنی تحریکیں جاری نہیں ہوئیں۔

پرانے زمانہ کا معیار یہ تھا کہ ایک ایک چیز لو، اُسے پرکھتے جاؤ اور اُس کی درستی کرتے جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ تکمیل تک پہنچ جائے۔ اِسی لئے آج سے ہزار سال قبل جو کپڑے ہمارے آباء واجداد پہنتے تھے وہ آج بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ پرانے زمانہ میں وہی چیزیں چلتی تھیں جن میں آہستہ آہستہ ارتقاء ہوتا جاتا تھا۔ چند قسم کے کپڑے تھے جو پرانے زمانہ میں معروف تھے اور وہ آج تک

موجود ہیں۔ مثلاً تافتہ ہے، زربفت ہے، مخمل ہے۔ سینکڑوں سال پہلے ہمارے آباء واجداد یہ کپڑے پہنتے تھے اور آج بھی لوگ یہ کپڑے پہنتے ہیں۔ لیکن اس کے مقابلے میں یورپ کو دیکھ لو۔ اگر کسی کو ایک کپڑا پسند آ گیا ہے اور وہ اگلے سال وہی کپڑا تلاش کرنے نکلے تو وہ کپڑا اُسے نہیں ملے گا۔ اگر کوئی بازار جائے اور دکاندار سے کہے کہ مجھے اس کوٹ کا کپڑا پسند ہے یہ کپڑا مجھے دو۔ تو وہ دکاندار کہے گا بارہ ماہ قبل اِس کا رواج تھا آج تو اس کا رواج نہیں۔ آج کل اَور ڈیزائن آ گئے ہیں۔ غرض تافتہ، دمشقی، مخمل اور زربفت کے کپڑے جو ہزاروں سال پہلے کے ہیں۔ وہ تو آج بھی ملتے ہیں لیکن یورپ کا بنا ہوا کپڑا اگلے سال بھی نہیں ملے گا۔ حالانکہ وہ چیز اچھی بھی ہوتی ہے اور لوگوں میں مقبول بھی ہوتی ہے۔ لیکن فیشن بدلنے کا شوق ہوتا ہے اس لئے اگلے سال کپڑے کا کوئی نیا ڈیزائن بازار میں آ جائے گا اور پہلا ڈیزائن غائب ہو جائے گا۔ بلکہ بعض دفعہ ایک عام استعمال میں آنے والی چیز بھی ایسی غائب ہو جاتی ہے کہ اسے تلاش کرنا مشکل ہوتا ہے۔ مثلاً ہمارے ملک کے تجربہ نے یہ بتایا ہے کہ نمبر 26 کی ململ کی پگڑی اچھی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نمبر 26 کی ململ کی پگڑی ہی پہنا کرتے تھے اور میں بھی نمبر 26 کی ململ کی پگڑی ہی پہنتا ہوں۔ لیکن اب یہ ململ بازار سے غائب ہوگئی ہے اور اس کا حاصل کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ اب کوئی واقف کار ملتا ہے تو اُسے کہا جاتا ہے کہ کہیں سے نمبر 26 کی ململ لا دو۔ کیونکہ اسی ململ کی پگڑی باندھنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ دوسری ململ موٹی ہو جاتی ہے اور اس کی پگڑی ہاتھ میں نہیں آتی اور یا پھر پتلی ہو جاتی ہے۔ لیکن ابھی ایک نسل بھی نہیں گزری کہ یہ ململ بازار میں نہیں ملتی۔ بچپن میں جو لٹھا آپ لوگ پہنا کرتے تھے وہ آج نہیں ملتا۔ جس لٹھے کے کپڑے تم اب پہنتے ہو وہ تمہارے بڑھاپے کے وقت نہیں ہوگا۔ لیکن جہاں تھوڑے عرصہ کے بعد فیشن بدل جاتا ہے وہاں تمہارا پرانا طریق نہیں بدلتا۔ وہی زربفت آج پائی جاتی ہے جو سینکڑوں سال پہلے لوگ پہنا کرتے تھے۔ وہی مخمل اور دمشقی آج پائی جاتی ہے جو آج سے ہزاروں سال پہلے مستعمل تھی۔ کیونکہ پرانا طریق یہ تھا کہ اگر کوئی اچھی چیز ہو تو اُسے لئے چلو۔ مثلاً کنگھیوں کو ہی لے لو۔ کتنی معمولی چیز ہے۔ کنگھیاں ہزاروں سال کی چلی ہوئی ہیں۔ جو کنگھیاں آج بنائی جاتی ہیں وہی کنگھیاں ہمارے باپ دادا بنایا کرتے تھے۔ وہی کنگھیاں دسویں صدی میں بنائی جاتی تھیں۔ وہی کنگھیاں نویں صدی میں بنائی جاتی تھیں۔

وہی کنگھیاں آٹھویں اور ساتویں صدی میں بنائی جاتی تھیں۔ وہی کنگھیاں چھٹی اور پانچویں صدی میں بنائی جاتی تھیں۔ وہی کنگھیاں تیسری اور دوسری صدیوں میں بنائی جاتی تھیں۔ لیکن یورپ کی کنگھیوں کو لو وہ روز بدلتی ہیں۔ کبھی لمبائی کم ہو جاتی ہے۔ کبھی رنگ بدل جاتا ہے۔ کبھی چوڑائی بدل جاتی ہے۔ کبھی دھات بدل جاتی ہے۔ کسی وقت لکڑی کی کنگھیاں بنائی جاتی ہیں۔ کسی وقت لوہے کی کنگھیاں بنائی جاتی ہیں اور کبھی پلاسٹک کی کنگھیاں بنائی جاتی ہیں۔ کبھی دندانوں میں فرق پڑ جاتا ہے۔ غرض تمہاری کنگھیاں ہزاروں سال سے نہیں بدلیں۔ لیکن یورپ کی کنگھیاں جو آج سے چند سال قبل تھیں اب نہیں ملتیں۔ ملتان میں مٹی کے برتن بنتے ہیں۔ آج سے ہزاروں سال قبل جس رنگ، ٹھپے اور نقش کے برتن بنتے تھے اُسی رنگ اور ٹھپے اور نقش کے برتن آج بھی بنتے ہیں۔ پرانے شہر کھودے جا رہے ہیں ان سے اسی ٹھپے، رنگ اور نقش کے برتن مل رہے ہیں جو آج کل بنائے جاتے ہیں۔ لیکن انگریزی پیالی جو آج سے دس سال قبل بازار میں ملتی تھی آج نہیں ملے گی۔ کارخانے وہی ہوتے ہیں لیکن نئے ڈیزائن آ جاتے ہیں اور پرانے ڈیزائن ختم ہو جاتے ہیں۔

غرض دلوں سے نکلی ہوئی اور خدا تعالیٰ کے منبع سے آئی ہوئی چیز جو ہوتی ہے وہ پائیدار ہوتی ہے اور پرانے لوگ چاہتے تھے کہ ان کی بنائی ہوئی چیزیں بھی خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں کی طرح پائیدار ہوں جس طرح ایک مذہب کا پَیرو اس بات پر فخر کرتا تھا کہ میرا مذہب ہزاروں سال سے ہے اس میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ اسی طرح ایک مٹی کے برتن بنانے والا اس بات پر فخر کرتا تھا کہ سالہا سال سے وہ اسی قسم، اسی رنگ اور اسی ٹھپے کے برتن بنا رہے ہیں لیکن آجکل تو مذہب اور دین بھی بدل رہے ہیں اور نئی نئی باتیں مذاہب میں داخل کی جا رہی ہیں۔ غرض دنیا میں اب نئی سے نئی چیزیں آ رہی ہیں۔ نہ پرانے کپڑے ملتے ہیں، نہ پرانے برتن ملتے ہیں، نہ پرانی قسم کا فرنیچر ملتا ہے۔ اور بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ وہ کیوں بدل گئیں۔ کرسی کو لے لو۔ آج سے چند سال پہلے اس کی جو شکل تھی وہ آج نہیں۔ اس کی لکڑی کی موٹائی پہلے کی نسبت کم ہو گئی ہے۔ تو کیوں اس کی شکل بدل دی گئی ہے؟ اس میں کیا فائدہ نظر آیا ہے؟ ایک دکاندار کہے گا کہ اس کا فائدہ تو کچھ نہیں فیشن بدل گیا ہے۔ فیشن کیوں بدلا؟ اس کی وہ کوئی وجہ بیان نہیں کر سکے گا۔

میں نے اب مکان بدلا تو میں لاہور گیا اور میں نے چاہا کہ بعض وہ چیزیں خریدوں جو قادیان میں ہمارے گھروں میں ہوتی تھیں۔لیکن دکاندار کہنے لگا اب فیشن بدل گیا ہے وہ چیزیں اب نہیں مل سکتیں۔گویا آج سے پانچ سات سال قبل جو چیزیں قادیان میں ہمارے استعمال میں آتی تھیں آج بازار میں نہیں ملتیں۔ان کی جگہ نئی چیزوں نے لے لی ہے۔میں نے دکاندار سے کہا پرانی فہرست ہی دکھا دو تو وہ کہنے لگا پرانی فہرست کون رکھتا ہے۔اب نئی فہرستیں ہیں، نئی چیزیں ہیں۔

پس آج کل کی ہر چیز بدلتی ہے۔لیکن ہمارا پرانا طریق برابر قائم ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پرانے لوگ ہر چیز میں سوچ سمجھ کر اور آہستہ آہستہ تغیر کرتے تھے۔لیکن آج کل محض فیشن کے بدلنے پر چیزیں بدل جاتی ہیں۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تغیر واقع ہونا ایک لازمی چیز ہے اور اس کے بغیر دنیا قائم نہیں رہ سکتی۔لیکن اندھا دھند تغیر پیدا کرنا تباہی کا موجب ہوتا ہے۔جس طرح یہ بات خطرناک ہے کہ جو بات حضرت امام ابوحنیفہؒ آج سے بارہ سو سال پہلے کہہ گئے تھے وہ نہیں بدلے گی ،جس طرح یہ بات خطرناک ہے کہ امام شافعیؒ بارہ پونے بارہ سو سال پہلے جو بات کہہ گئے تھے وہ نہیں بدلے گی یا امام احمد بن حنبلؒ بارہ ساڑھے بارہ سو سال پہلے جو بات کہہ گئے تھے وہ نہیں بدلے گی۔ اِسی طرح بلکہ اِس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ ایک شخص قرآن اور حدیث کو پوری طرح سمجھتا نہ ہو اور وہ نئے نئے مسائل نکالتا رہے۔تغیر چاہے کتنا ہی قلیل ہو بڑے تجربہ،غور وفکر کے بعد کرنا چاہیے۔مگر اِس زمانہ میں مذہب میں اسی طرح دست درازی ہو رہی ہے کہ لوگ نئے نئے مسائل مذہب میں داخل کر رہے ہیں اور انہیں یہ بھی محسوس نہیں ہوتا کہ یہ کتنی شرم کی بات ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک دوست مہر نبی بخش صاحب تھے۔وہ بٹالہ کے رہنے والے تھے۔ بعد میں احمدی ہوئے اور نہایت مخلص احمدی ہوئے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ مسئلہ نکالا کہ عربی زبان امّ الالسنہ ہے۔یعنی سب زبانیں اِسی سے نکلی ہیں۔مہر نبی بخش صاحب نے اِس مسئلہ کو لے لیا اور اِسی کام میں مشغول ہو گئے کہ ہر لفظ کا عربی زبان سے نکلا ہوا ثابت کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام تو لغت کے واقف تھے،صرف ونحو کے واقف تھے، زبان کے واقف تھے۔آپ جو مسئلہ نکالتے تھے علم کی بناء پر

نکال لیتے تھے۔ جب آپ نے یہ کہا تھا کہ سب کچھ قرآن کریم میں موجود ہے تو اِس سے آپ کی یہ مراد تو نہیں تھی کہ قرآن کریم میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ بڑھئی کا کام کس طرح کیا جائے۔ یا اس میں یہ بھی ذکر آتا ہے کہ کھیتی باڑی کے کیا اصول ہیں۔ سب کچھ سے مراد یہ تھا کہ تمام ضروریاتِ دینیہ قرآن کریم میں موجود ہیں۔ لیکن مہر نبی بخش صاحب نے خیال کر لیا کہ سب کچھ قرآن کریم میں موجود ہے۔ چنانچہ کسی نے اُن سے کہہ دیا کہ آلو اور مرچوں کا قرآن کریم میں کہاں ذکر ہے؟ وہ کہنے لگے۔ اَللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ 2 (جس کے معنی موتی اور مونگا کے ہیں) آلو اور مرچیں ہی ہیں اور کیا ہے۔

پس ایک طرف تو اتنا اندھیر ہے کہ بعض کے نزدیک خدا تعالیٰ کے قول کی طرح فقہاء کا قول بھی نہیں بدلتا۔ اور دوسری طرف لوگ تغیر و تبدل کرتے ہیں تو اندھیر مچا دیتے ہیں کوئی اُصول اور قاعدہ نہیں ہوتا حالانکہ اصل طریق وسطی ہے۔ انسان کو تغیر قبول کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ لیکن تغیر پیدا کرنا خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جب چاہتا ہے تغیر پیدا کرتا ہے اور جب وہ تغیر پیدا کرتا ہے تو دنیا اسے تغیر پیدا کرنے سے روک نہیں سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک شخص قادیان آیا وہ مخلص احمدی تھا۔ اس نے کہا اگر حضرت مرزا صاحب کو کہا جاتا ہے کہ آپ ابراہیم ہیں، نوح ہیں، موسیٰ ہیں، عیسیٰ ہیں، محمدؐ ہیں۔ تو مجھے بھی خدا تعالیٰ ہر وقت ہی کہتا ہے کہ تُو محمدؐ ہے۔ لوگ اُسے سمجھانے لگے تو اس نے کہا خدا تعالیٰ کی آواز مجھے آتی ہے، وہ خود مجھے کہتا ہے کہ تُو محمدؐ ہے۔ تمہاری دلیلیں مجھ پر کیا اثر کر سکتی ہیں۔ جب لوگ سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے تو انہوں نے خیال کیا کہ بہتر ہے اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل سے درخواست کی کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ذکر کر کے وقت لے دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا اور آپ نے فرمایا اچھا اُس شخص کو بلا لو۔ چنانچہ وہ شخص حضور کی خدمت میں لایا گیا۔ اور اُس نے کہا کہ خدا تعالیٰ مجھے ہر وقت یہ کہتا ہے کہ تم محمدؐ ہو۔ آپ نے فرمایا مجھے تو خدا تعالیٰ ہر وقت یہ نہیں کہتا کہ میں ابراہیم ہوں، موسیٰ ہوں، عیسیٰ ہوں۔ لیکن جب وہ کہتا ہے کہ تم عیسیٰ ہو تو وہ عیسیٰ والی صفات بھی مجھے دیتا ہے۔ جب وہ کہتا ہے کہ تم موسیٰ ہو تو موسیٰ والے نشانات بھی مجھے دیتا ہے۔

اگر وہ آپ کو ہر وقت محمدؐ کہتا ہے تو کیا وہ آپ کو قرآن کریم کے معارف، لطائف اور حقائق بھی دیتا ہے یا نہیں؟ اس نے کہا دیتا تو کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا دیکھو! سچے اور جھوٹے میں یہی فرق ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص سچے طور پر کسی کو مہمان بناتا ہے تو وہ اسے کھانے کو دیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی کسی سے مذاق کرتا ہے تو وہ یونہی کسی کو بُلا کر اس کے سامنے خالی برتن رکھ دیتا ہے اور کہتا ہے یہ پلاؤ ہے، یہ زردہ ہے۔ خدا تعالیٰ مذاق نہیں کرتا۔ شیطان مذاق کرتا ہے۔ اگر آپ کو محمدؐ کہا جاتا ہے اور پھر قرآن کریم کے معارف، لطائف اور حقائق نہیں دیئے جاتے تو ایسا کہنے والا شیطان ہے خدا نہیں۔ خدا تعالیٰ اگر کچھ کہتا ہے تو وہ اس کے مطابق چیز بھی انسان کے آگے رکھ دیتا ہے۔ اگر آپ کے سامنے کوئی چیز نہیں رکھی جاتی تو آپ یقین کر لیں کہ آپ کو محمد کہنے والا خدا نہیں شیطان ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تغیر خدا تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا تو لوگوں کی توجہ آپ ہی آپ، آپؐ کی طرف ہوگئی۔ یہ نہیں ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ سنا ہو اور اس نے آپ کو کوئی اہمیت نہ دی ہو۔ اِسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت بھی بتا رہی ہے کہ لوگ آپ کو اہمیت دیتے ہیں۔ پس ہماری جماعت کو اپنے اندر استقلال پیدا کرنا چاہیے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں ایک عظیم الشان روحانی تغیر کا ذمہ دار قرار دیا ہے اور عظیم الشان تغیر دلوں کی اصلاح سے ہی ہوسکتا ہے بیرونی اصلاح سے نہیں۔

یورپین تحریکیں بیرون سے اندرون کی طرف چلتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی تحریکیں اندرون سے بیرون کی طرف چلتی ہیں۔ مجھے اس خطبہ کی تحریک خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع سے ہوئی ہے۔ نوجوانوں کا جلسہ ہو رہا ہے اور وہاں لیفٹ رائٹ، لیفٹ رائٹ ہو رہا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس سے بھی اصلاحیں ہوتی ہیں لیکن یہ اصلاحیں زیادہ دیر تک نہیں چل سکتیں۔ اس کے مقابلہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو تبدیلی پیدا کی وہ دل سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کا تعلق اندرون سے تھا۔ اس لئے آپ ایک حقیقی تبدیلی پیدا کر گئے۔ آج آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم پر چودہ سو سال گزرنے کو ہیں لیکن اس کے نقش ابھی قائم ہیں۔ فلاسفروں کی کتب پڑھنے والے آج بھی ہزاروں ہوں گے۔ جالینوس کی کتابیں پڑھنے والے سینکڑوں ہوں گے۔ لیکن اُن پر عمل کرنے والا کوئی نہیں ملے گا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے

کی کوشش کرنے والے اس گئے گزرے زمانہ میں بھی لاکھوں کی تعداد میں ہوں گے۔ اس کے مقابل پر آپ کے بعد جو فلسفی آئے اُن کی تعلیم پر عمل کرنے والے دس افراد بھی نہیں ملتے۔ پس جس تغیر کے نقش مستقل ہوتے ہیں وہی تغیر بابرکت ہوتا ہے ورنہ صرف ظاہری تبدیلی اچھی نہیں۔

دنیا ایک روحانی تغیر چاہتی ہے اور وہ تغیر ضرور ہو کر رہے گا۔ اس تغیر کو کوئی نہ کوئی جماعت پیدا کرے گی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ ایسا تغیر کوئی جماعت ہی پیدا کرتی ہے۔ پس جب ایسا تغیر مقدر ہے تو ہمارے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ کوشش کریں کہ ہمیشہ یادگار قائم کرنے والا کام ان سے ہو جائے۔ اگر وہ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو وہ یاد رکھیں کہ یہ تغیر دلوں سے پیدا ہوگا۔ ظاہر سے دل نہیں بدلتا۔ دل سے ظاہر بدلتا ہے۔ بے شک بعض دفعہ ظاہر سے بھی دل بدل جاتے ہیں لیکن نہایت آہستہ آہستہ۔ صحیح طریق یہی ہے کہ پہلے دلوں کی اصلاح کی جائے اور پھر ظاہر کو بدلا جائے کیونکہ روحانی تبدیلی دل سے پیدا ہوتی ہے اور پھر باہر سے تعلق پیدا کرتی ہے۔''
(الفضل 2 فروری 1961ء)

1: قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ۔ (البقرة: 98)
2: الرحمٰن: 23